حدود قوانین میں ترمیمی بل ۲۰۰۶ء کا ایک مختصر جائزہ

حافظ محمد حسن مدنی

آخر کار حدود آرڈی نینس میں اس ''روشن خیال'' ترمیم کے چہرے سے پردہ اٹھ ہی گیا جس کے بارے میں تمام ذمہ داران کو اسمبلی میں باقاعدہ پیش ہونے سے قبل مخفی رکھنے کی تاکید کی گئی تھی۔ اور اس ترمیمی بل کے لئے فضاء کو سازگار بنانے کے غرض سے ۳ ماہ سے قوم کو مضحکہ خیز اور یک طرفہ پروپیگنڈے کے بخار میں مبتلا کیا گیا تھا جس پر بظاہر تو ایک اخباری گروپ نظر آرہا تھا لیکن اس کی پشت پناہی کے لئے حکومت کی پوری ابلاغی مشینری متحرک تھی۔ سوال یہ ہے کہ ''حدود اللہ پر بحث نہیں لیکن حدود آرڈی نینس میں کوئی خدائی قانون نہیں'' کا نعرہ بلند کرنے اور اسے حدود قوانین پر بحث کی وجہ جواز بنانے والوں نے جو ترامیم پیش کی ہیں، کیا اب وہ اللہ کی طرف سے براہ راست نازل شدہ ترمیم کو لے کر آئے ہیں۔ حدود قوانین کے نفاذ کے موقع پر اگر مسلمانان پاکستان کو ان پر اتفاق تھا جسے بعد کی ۱۵ اسمبلیوں نے سند جواز بخش کر صدارتی آرڈی نینس سے حدود قوانین کا درجہ دیا۔ تین بار مختلف اسمبلیوں میں ان قوانین میں ترمیم کا بل پیش ہوا جسے سند قبولیت نہ مل سکی، تو اس کے بالمقابل وہ خدائی ترامیم جو اپنے یوم آغاز سے پوری قوم کو منتشر کر چکی ہیں۔ ان کی کیا حیثیت ہے؟ جس کا ثمرہ یہ ہے کہ پوری قوم میں ہر جگہ مباحثہ ومجادلہ کی کیفیت طاری ہے پھر حدود قوانین کوئی عام قانون نہیں کہ اس میں علمائے دین کی رائے کو نظر انداز کر دیا جائے۔ بلکہ حدود قوانین میں ترمیم خالصتاً شریعت اسلامیہ کا موضوع ہے۔ اس لئے منطقی طور پر قرآن وسنت پر مبنی قوانین پر تبصرہ کرنے کی سب سے پہلی ذمہ داری علمائے دین کے کندھوں پر آتی ہے۔ لیکن سخت کوشش کے باوجود منبر ومحراب سے اس روشن خیال بل کی حمایت میں ایک لفظ بھی ادا نہیں کروایا جاسکا اب ہم ایک نظر اس بل کے مندرجات پر ڈالتے ہیں۔

(۱) یہ امر قابل توجہ ہے کہ حد زنا آرڈی نینس کی کل دفعات ۲۲ ہیں جب کہ اس بل میں مجوزہ ترامیم کی تعداد ۳۰ ہے گویا ترامیم اصل قانون سے بھی زیادہ طویل ہے۔

(۲) حکومت کا دعویٰ یہ تھا کہ حدود آرڈی نینس کو منسوخ نہیں کیا جائے گا۔ جب کہ ان ترامیم پر ایک نظر ڈالنے سے ہی یقین ہو جاتا ہے کہ ترمیم کے نام پر حدود قوانین کو ہی منسوخ کر دیا گیا ہے اور وہ اس طرح کہ اس بل کے ذریعے حد زنا آرڈی نینس کی کل ۲۲ دفعات میں سے ۱۲ دفعات (۳، ۶، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹) کو مکمل طور پر منسوخ کیا جا رہا ہے اور مزید ۶ دفعات (۲، ۴، ۸، ۹، ۱۷، ۲۰) میں جزوی حذف وترمیم تجویز کی گئی ہے۔ اس عمل کے بعد صرف ۴ دفعات باقی ایسی ہیں جو اپنی اصل حدود قوانین میں موجود ہیں (دیکھئے بل میں مجوزہ ترامیم ۱۱ تا ۱۹)

(۳) ایسی ظالمانہ دفعات جن کی منسوخی کا تقاضا کیا گیا ہے ان میں سے چند ایک بطور مثال ملاحظہ بھی فرمالیجئے:

☆ دفعہ ۲ کی شق ''ہ'' کو نکال دیا گیا ہے جس کی رو سے شادی شدہ زانی کیلئے رجم کی سزا ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے مرتبین میں حد

رجم کے منکرین شامل ہیں۔

☆ دفعہ ۳ کو کلی طور پر حذف کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اس دفعہ کا قصور یہ ہے کہ اس کی رو سے حدود قوانین (حدود اللہ) کو تمام دیگر قوانین پر برتری دی گئی ہے۔

☆ دفعہ ۴ میں ہر اس مباشرت کو زنا قرار دیا گیا تھا جو دو مرد و عورت جائز نکاح کے بغیر کریں لیکن اس دفعہ میں جائز نکاح کے لفظ کو حذف کیا جا رہا ہے۔

☆ حدود قوانین سے مذاق کی انتہاء یہ ہے کہ پہلی دفعات ۹ میں جن جرائم کا تذکرہ اور ان کی تعریفات متعین کی گئی ہیں، بعد ازاں ۱۰ تا ۱۹ (یعنی ۱۰) دفعات میں ان سزاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حدود قوانین کو معطل کرنے کا بہترین طریقہ یہ سوچا گیا ہے کہ ان تمام جرائم کی سزا کو ہی حذف کر دیا جائے یاد رہے کہ یہ دس دفعات ان جرائم کی سزا پر مبنی ہیں۔

(۴) یہی رویہ حد زنا آرڈی نینس کے علاوہ قذف آرڈی نینس کے ساتھ بھی اختیار کیا گیا ہے جس کی دفعات (۴، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۹) کو کلی طور پر منسوخ اور ۶ دفعات (۱، ۶، ۸، ۹، ۱۴، ۱۷) میں حذف و ترمیم کی گئی ہے اس آپریشن کے بعد محض تین چار دفعات ہی صحیح سالم باقی رہ گئی ہیں (دیکھئے بل میں مجوزہ ترامیم ۲۰ تا ۲۹)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر حذف و ترمیم کے بعد موجودہ بل کو ترمیم سے تعبیر کیا جائے یا اسے حدود بل کی منسوخی قرار دیا جائے؟

(۵) اب ایک نظر ان ترامیم کی شرعی و قانونی حیثیت پر بھی جن کے بارے میں دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ ''ان میں سے کوئی بھی کتاب وسنت کے خلاف نہیں'' چوہدری شجاعت حسین کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ اگر ایک ترمیم بھی خلاف اسلام ہو تو وہ اس بل کی حمایت ترک کر دیں گے۔ بل کی سفارشات ملاحظہ فرمائیں اور قرآن وسنت کی مقدس تعلیمات بھی۔ پھر فیصلہ خود کیجئے۔

(۱) بل کی ترمیم ۶ کی رو سے زنا بالجبر کی سزا کو سزائے موت قرار دیا گیا ہے جو خلاف اسلام ہے کیونکہ اسلام نے زنا بالجبر کی صورت میں سزائے موت کے بجائے شادی شدہ زانی کی سزا سنگساری قرار دی ہے چاہے وہ عورت کی رضا سے زنا کرے یا جبر سے۔ گویا اسلام میں زنا ایک جرم ہے جس کی تقسیم رضا اور جبر کی بجائے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کے اعتبار سے کی گئی ہے زنا بالقتل (زنا قتل) کی طرح زنا بالجبر بھی اسلامی حدود و تعزیرات کی کوئی اصطلاح نہیں۔ اس سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک فیصلہ حدیث کی مشہور کتاب مؤطا امام مالکؒ میں ہے کہ ''آپ نے زنا بالجبر کے ایک کنوارے مجرم کو کوڑے اور جلاوطنی کی سزا دی پھر جلاوطنی کاٹ کر واپس آنے کے بعد اسے زنا پر مجبور کی جانے والی عورت سے شادی کرنے کا حکم دیا (کتاب الحدود حدیث ۱۳) اسی طرح صحیح بخاری میں واقعہ درج ہے کہ ''حضرت عمرؓ نے زنا بالجبر کے ایک مجرم کو کوڑوں کی حد لگائی اور اس کو جلاوطن کر دیا نہ کہ اس کو سزائے موت سنائی (حدیث نمبر ۶۴۳۶)

(۲) اس ترمیمی بل کی سب سے خطرناک شق ''۷ ا'' ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حد زنا آرڈی نینس کی دفعات ۱۰ تا ۱۶ اور ۱۸، ۱۹ حذف کر دی جائیں گی'' بالخصوص دفعہ نمبر ۱۹ کو حذف کرنے کی اہمیت ہے کہ دفعہ ۱۹ کی ذیلی شق ۳ کے ذریعے پاکستان میں زنا بالرضا کے انگریز

دور کے ۸قوانین معطل کردئے گئے ہیں جس کی ضرورت یہ تھی کہ تعزیرات پاکستان کے سابقہ قانون (دفعہ ۴۹۷) کی رو سے زنا بالرضا کوئی جرم ہی نہیں تھا بلکہ صرف وہ زنا جرم تھا جس میں شوہر کی اجازت کے بغیر بدکاری کا ارتکاب کرے۔ چنانچہ ۱۹۷۹ء سے قبل پاکستان میں کسی کنواری، بیوہ یا مطلقہ کی رضامندی سے زنا قانوناً جرم متصور نہیں ہوتا تھا۔ جب کہ بیوی کے ساتھ اس کے شوہر کے اجازت کے بغیر زنا کرنے کی سزا محض ۵ برس تھی۔ یہ جرم قابل ضمانت بھی تھا جس کے خلاف صرف شوہر ہی شکایت کرسکتا تھا۔ موجودہ ترمیمی بل میں اس سابقہ قانون کو بحال کرنے کے لئے دفعہ ۱۹ کو کلی منسوخ کرنی کی ترمیم پیش کی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پھر وہی دور جاہلیت لوٹ آئیگا۔ کہ پاکستان میں کنواری بیوہ یا مطلقہ کا زنا بالرضا کوئی جرم ہی نہیں رہے گا یہ اس بل کی سب سے خطرناک بلکہ شرمناک ترمیم ہے۔ جو صرف خلاف اسلام ہی نہیں بلکہ اللہ سے جنگ اور اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے کیا ایک مخصوص گروپ کے ذرائع ابلاغ نے تین ماہ تک اسی مقصد کے لئے عوام کو ذرا سوچئے اور پارلیمنٹ کب سوچے گی کی دہائی مچار کھی تھی اور کیا پاکستانی پارلیمنٹ کے معزز اراکین اور زعمائے قوم ایسی ترمیم کے حق میں اپنے ووٹ استعمال کر کے اللہ کے غضب کو دعوت دینا چاہتے ہیں؟

اور یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ ایسے بل کا احترام کیا جائے یا اس کو ردی کی ٹوکری کی نذر کیا جائے جیسا کہ مجلس عمل نے قومی اسمبلی میں کیا ہے؟

(۳) ان ترامیم کے ذریعے بڑی ڈھٹائی سے باہم متضاد قانون سازی کی جارہی ہے۔ کیونکہ سابقہ تعزیرات پاکستان (درحقیقت تعزیرات برطانوی ہند) کی دفعات کو دوبارہ زندہ کردینے سے ایک طرف کنوارے یا کنواری کے لئے زنا بالرضا کی صورت میں بدکاری کی کوئی سزا نہیں رہے گی مگر دوسری طرف حدود قوانین میں ان کیلئے سزا موجود ہے ایسے ہی تعزیرات پاکستان میں زنا بالجبر کے حوالے سے نئی دفعات کا اضافہ کرنے کے بعد زنا بالجبر کے مجرم کے لئے تو سزائے موت کا فیصلہ کیا جائے گا جب کہ حدود قوانین کی رو سے کنوارے زانی کو محض ۱۰۰ کوڑوں کی سزا ہونی چاہئے گویا اس ترمیم کی بعض دفعات سے باہم متضاد قوانین جنم لے رہے ہیں۔ اس تضاد کا ظالمانہ اور باغیانہ حل یہ تجویز کیا گیا ہے کہ حدود آرڈی نینس کی دفعہ ۳ کو منسوخ کردیا جائے تا کہ اس کے بعد حدود قوانین کی تعزیرات پاکستان پر کوئی برتری باقی نہ رہے نتیجتاً حدود قوانین کی بچی کچھی دفعات کی حیثیت بھی متضاد اور دوہری قانون سازی کی بناپر عملاً محض نمائشی رہ جائے گی اور بظاہر پاکستان میں حدود اللہ کا نام تو باقی رہ جائے گا لیکن زنا قانوناً جرم نہیں ہوگا۔

نیز یہ بات بھی خلاف اسلام ہے کہ ایک طرف انگریز کے بنائے ہوئے ایکٹ "نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰" کے قوانین کو تو ترجیح حاصل ہو لیکن اللہ کے قوانین کو ایک اسلامی مملکت میں کوئی نمایاں جگہ نہ مل سکے۔ جب کہ قرآن کی رو سے نبی کریم ﷺ کے فیصلے کو قبول نہ کرنے والوں کا دین وایمان خطرے میں ہے۔ (دیکھئے سورۃ النساء ۶۵)

(۴) مجوزہ ترمیم نمبر ۹ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ رپورٹ / شکایت کے مرحلے پر ہی مدعی کے علاوہ چار تحریری حلفیہ گواہیاں بھی جمع کرائی جائیں۔ قانون کے اجرا کا یہ طریقہ خلاف اسلام، خلاف قانون اور خلاف عقل ہے۔ دور نبوی ﷺ کے متعدد واقعات میں زنا کی

شکایتیں محض ایک شخص کے کہنے پر درج کی گئیں (دیکھیں محولہ بالاموطا امام مالک) یوں بھی اسلام کی رو سے زنا کرنے والے مرد یا عورت کا اکیلا اعتراف بھی ان پر حد کی سزا قائم کرنے کے لئے کافی ہے ان کے علاوہ چار گواہوں کی ضرورت نہیں (صحیح مسلم رقم ۳۲۰۷) پھر اسلام میں زنا پر چار گواہیاں بھی مدعی کو شامل کر کے چار شمار کی جاتی ہیں، نہ کہ اس کو نکال کر جب کہ ترمیم نمبر ۹ کی ذیلی شق ۲ میں مدعی کے علاوہ مزید چار گواہیاں ضروری قرار دی گئی ہیں جو خلاف اسلام ہے۔ یہ ترمیم خلاف قانون اس طرح ہے کہ پاکستان میں اس سے بھی زیادہ سنگین جرائم مثلاً بغاوت یا قتل وغیرہ کے لئے پہلے مرحلے پر ہی جرم کو مکمل ثابت کرنے کا تقاضا نہیں کیا جاتا، حدود قوانین کے خلاف ہی یہ امتیاز کیوں برتا جارہا ہے؟

اور خلاف عقل اس لئے کہ ہر جرم کی گواہیاں اس مرحلے پر لی جاتی ہیں جب جرم کا فیصلہ کر کے مجرموں کو سزا سنانا یا بری کرنا مقصود ہو جب کہ FIR (فرسٹ انفرمیشن رپورٹ) میں تمام گواہیاں ضروری نہیں ہوتیں۔ یہ رپورٹ دراصل جرم کے خلاف پولیس کے کام میں معاونت ہے کیونکہ جرم کی روک تھام اور اس کی خلاف ورزی کی شکایت کرنا پولیس ہی کی ذمہ داری ہے اس کی بجائے رپورٹ کرنے والے کو چار گواہوں کا پابند کرنے کا تو مطلب یہ ہے کہ اس نے رپورٹ کر کے قانون کی مدد کی بجائے بذات خود ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ لہذا اسے چاہیئے کہ وہ پہلے اپنی صفائی پیش کرے گویا اس ترمیم کے ذریعے مجرموں کی حوصلہ افزائی اور مدعی کو ہراساں کیا جارہا ہے۔ یوں بھی اگر اس جرم کے عمل سے پولیس کو نکال دیا جائے تو معاشرے میں عصمت فروشی کے اڈوں کی راہ میں حائل تھوڑی بہت رکاوٹ بھی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ مزید براں یہ کہ حدود قوانین کو پولیس کی رپورٹنگ سے نکال کر سیشن کورٹ کے دائرہ عمل میں لانے سے بھی عملاً ایسے واقعات کی روک تھام اور رپورٹ انتہائی مشکل ہو جائے گی۔ پنجاب بھر کے ۳۴ اضلاع میں صرف ایک ایک سیشن عدالت ہیں جن میں اس طرح کے کیسوں کا اندراج عام شہریوں کے لئے انتہائی مشکل ہوگا۔ بعض اضلاع تو اس قدر وسیع وعریض ہیں کہ رپورٹ درج کرانے کے لئے بعض اوقات پورا دن درکار ہوتا ہے۔ یوں بھی ان عدالتوں کے اوقات کار تھانوں کے برعکس کافی محدود ہوتے ہیں۔

(۵) ترمیم نمبر کی ذیلی دفعہ ۵ کے الفاظ یہ ہیں کہ ''اگر عدالت کا افسر صدارت کنندہ مدعی اور چار یا زائد گواہوں کے حلفیہ بیانات کے باوجود یہ فیصلہ دے کہ کاروائی کے لئے کافی وجہ موجود نہیں ہے تو وہ رٹ کو خارج کر سکے گا''۔ اب ترمیم نمبر ۲۲ کو پڑھیے کہ عدالت عالیہ کا افسر صدارت کنندہ مجرم کو بری کرتے ہوئے اگر مطمئن ہو کہ جرم قذف مستوجب حد کا ارتکاب ہوا ہے تو وہ قذف سے بھی محروم کیا جارہا ہے۔ اس ترمیم کا مقصود و مدعا واضح ہے ملزم کو ظالمانہ ترجیح کس بنیاد پر اور رپورٹ کرنے والے پر ظلم کیونکر؟ یہ امتیاز اور ترجیح کیا اسلام اور قانون کے تقاضوں کے مطابق ہے؟

(٦) ترمیم کے آخری پیراگراف کے یہ الفاظ بھی محل نظر ہیں ''صرف سیشن کورٹ ہی مذکورہ مقدمات میں سماعت کا اختیار رکھتی ہے اور یہ جرائم قابل ضمانت ہیں تاکہ ملزم دوران سماعت جیل میں یاسیت کا شکار نہ رہے۔ پولیس کو کوئی اختیار نہیں ہوگا کہ وہ مذکورہ مقدمات

میں کسی کو گرفتار کرے (بل کا متن بحوالہ روزنامہ خبریں ۲۲ اگست ۲۰۰۶ء)

ان ترامیم کے اثرات ونتائج جاننے کے لئے اس مثال سے مدد لینا مناسب ہوگا۔

فرض کیجئے، کہ ایک جگہ زنا کا وقوعہ ہوتا ہے اول تو پولیس کے دائرہ عمل سے ہی باہر ہے کہ وہ اس کی رپورٹ درج کرے۔اب ایسا شخص کہ جس کی عزیزہ سے زیادتی ہوئی ہے وہ دادرسی کے لئے شکایت درج کرانے نکلتا ہے تو سب سے پہلے چار گواہوں کو تیار کرنا اس کی ذمہ داری ہے جو تحریری حلفیہ گواہی دے سکیں۔اس مرحلے پر عدالتوں میں سماعت ودادرسی کی ناگفتہ بہ صورت حال اور حد قذف کی لٹکتی ہوئی تلوار سے ڈر کر کوئی آدمی اس مقصد کے لئے راضی نہیں ہوگا انہیں راضی کرنے میں ہی وہ شریف آدمی اپنی عزت کی مزید رسوائی تو کما لے گا جب کہ ابھی زنا کے حقیقی مجرموں کی سزا کا دور دور تک کوئی امکان نہیں۔اب دور دراز سے سفر کر کے مدعی اور چار گواہ سیشن عدالت میں جا پہنچتے ہیں تو وہاں چاروں گواہ حلفیہ تحریری بیان جمع کرائیں گے اگر اس کے باوجود عدالت کو وقوعہ پر اطمینان نہ ہوا تو ان گواہوں پر قذف کی سزا از خود لاگو ہو جائے گی جہاں عدالت میں مزید ثبوت یا ملزم اپنے دفاع کی گنجائش بھی نہیں ملے گی۔ بالفرض اگر عدالت ان کی گواہی سے مطمئن ہو کر مقدمہ سماعت کر لیتی ہے تب بھی مجرموں کو فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ جرم قابل ضمانت ہے اور عدالت کو ان کی یاسیت اور محرومی کا بھی پورا پورا احساس ہے۔ان حالات میں عوام کو فیصلہ اس بات کا کرنا ہے کہ اصل مجرم وہ ہے جس نے زنا کا ارتکاب کیا یا وہ جس نے اس کو دیکھنے کا گناہ کیا اور جس کی عزت سر بازار پامال ہوئی ؟ زنا بالجبر کے جرم کا شکار تو خود عورت ہوتی ہے اس کے لئے چار گواہوں کی شرط کے بعد قانون کی مدد لینا کیونکر ممکن ہوگا۔یکم ستمبر کے اخبارات میں سلیکٹ کمیٹی کی یہ متفقہ ترمیم شائع ہوئی ہے کہ زنا بالجبر میں بھی چار گواہ لازمی کر دئے جائیں اس کے بعد یہ بل زنا کی شکار عورت پر صریح ظلم بن گیا ہے نہ تحفظ خواتین بل۔زنا بالرضا انگریز دور کے قوانین بحال ہونے کی بناء پر جائز حدود میں قوانین میں تمام دیگر قوانین کے تابع اور زنا بالجبر میں بھی عورت کے لئے چار گواہ۔نتیجہ واضح ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں زنا کے لئے ہر طرح کی کھلی چھوٹ مل گئی۔

(۷) حدود آرڈی نینس میں زنا کے علاوہ اقدام زنا، فحاشی، اور مبادیات زنا کی بھی سزائیں مقرر کی گئی تھیں، جب جنسی فعل کی مکمل شہادتیں پوری نہ ہوں تو اس وقت فحاشی کے ارتکاب کے جرم میں تعزیرات دی جاتی تھیں، موجودہ ترمیم میں ایسے تمام جرائم کی سزاؤں کو منسوخ کرنے کی سفارش کی گئی ہے جس کے بعد یہ چیزیں بھی جرم نہ رہیں گی۔

(۸) اسلام نے زنا کے چار گواہوں کے لئے مسلم اور عادل ہونے کی شرط لگائی ہے جب کہ موجودہ ترمیمی بل کے بعد یہ گواہی غیر مسلم بھی دے سکتے ہیں جو غیر اسلامی ہے۔

(۹) مجوزہ ترامیم کی شق ۵ کی ذیلی دفعہ پنجم میں ۱۶ برس سے کم عمر کی لڑکی سے ہونے والے زنا کو لازماً زنا بالجبر قرار دیا گیا ہے۔جس کی وجہ یہ پیش کی گئی ہے کہ اس سے کم عمر لڑکی کی رضامندی کا کوئی اعتبار نہیں۔یہ ترمیم بھی خلاف اسلام اور زمینی حقائق سے متصادم ہے۔اس ترمیم کے ذریعے ۱۶ برس تک لڑکی کے زنا کو قانونی تحفظ دیا گیا ہے۔کہ ایسے زنا کو لازماً زنا بالجبر تصور کر کے لڑکی کو سزا سے مستثنیٰ رکھا جائے

۔جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ بلوغت کے فوراً بعد ہی بے شمار لڑکیاں زنا بالرضا کی مرتکب ہوتی ہیں جیسا کہ مغربی سکولوں کے اعداد و شمار میں اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے، کیونکہ زنا کا تعلق ذہنی بلوغت کے بجائے جسمانی بلوغت اور جنسی فعل کو کرنے کی صلاحیت سے ہے۔ پھر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۸۳ کے تحت ۱۲ برس تک کے بچے کو ہی فوجداری جرم سے استثناء کی رعایت مل سکتی ہے لیکن اس ترمیم میں رعایت ۱۶ برس تک دی جا رہی ہے زنا کے جرم سے ہی امتیاز کیوں برتا جا رہا ہے؟

الغرض حدود قوانین کے حوالے سے تمام پروپیگنڈے کا آغاز ''یہ خدائی قانون نہیں'' کہہ کر کیا گیا اور آخر کار اس سے کہیں بدتر اور متنازعہ انسانی قانون کو پیش کر دیا گیا۔

دعویٰ کیا گیا کہ قوم کو تقسیم کرنے والے ایشوز پر اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے ''ذرا سوچئے'' کی مہم چلائی گئی۔ لیکن قوم اس بحث سے پہلے متحد تھی، اب کہیں زیادہ تقسیم ہو گئی ہے۔

دعویٰ کیا گیا کہ یہ قانون خواتین کے تحفظ کے لئے ہے جب کہ موجودہ قانون کی صورت میں زنا کرنے والے مرد کے خلاف شکایت کو ناممکن بنا کر خواتین سے مزید ظلم کیا جا رہا ہے۔

دعویٰ کیا گیا کہ حدود قوانین کو منسوخ نہیں کیا جائے گا، لیکن یہ ترامیم نہایت بھونڈی اور یک لخت منسوخی سے کہیں زیادہ ہیں۔

پروپیگنڈا کیا گیا کہ ''کتاب و سنت کے خلاف ایک بھی شق نہیں ہوگی'' لیکن یہاں پر قرآن اور سنت کے خلاف سزاؤں کے علاوہ طریق کار ایسا بنایا گیا ہے کہ عملاً سزا کا امکان ہی باقی نہیں رہتا۔ بل کے اس مختصر جائزے سے یہ بھی بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ترمیم حدود آرڈی نینس کی بجائے دراصل حدود اللہ میں کی جا رہی ہے۔

اس بل میں بعض ترامیم اسلامی احکامات کے صریح خلاف ہیں جب کہ سزا کا طریق کار اس قدر غیر متوازن ہے کہ اس کے ذریعے کسی کا جرم زنا کی سزا پانا ممکن نہیں رہتا، جس کا نتیجہ ملک میں بے راہ روی کے مزید فروغ اور فحاشی و بے حیائی کی صورت میں نکلے گا۔ بے راہ روی کا مردوں کے بجائے عورتوں کو زیادہ نقصان ہے آخر کار یہ بل تحفظ ''حقوق نسواں'' کے بجائے بدکاری کا لائسنس قرار پائے گا جس سے پاکستان میں خواتین کی حرمت و تقدس پامال ہونے کا خطرہ کہیں زیادہ بڑھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اراکین اسمبلی اور حکمرانوں کو ہدایت دے کہ چند روزہ اقتدار کے لئے وہ اللہ کی حدود سے یہ مذاق اور کھیل بند کریں، اللہ کی گرفت دنیا میں بھی سخت ہے اور آخر کار روزِ محشر سب کو اس کے حضور جواب دہ ہونا ہی ہے۔

خوشخبری

چھٹا بنوں فقہی اجتماع کے مناسبت سے جامعہ المرکز الاسلامی میں مستقل میدان المؤتمرات پر کام شروع کیا گیا ہے۔ جہاں وقتاً فوقتاً ایسے اجتماعات احسن طریقے سے منعقد ہو سکیں گے